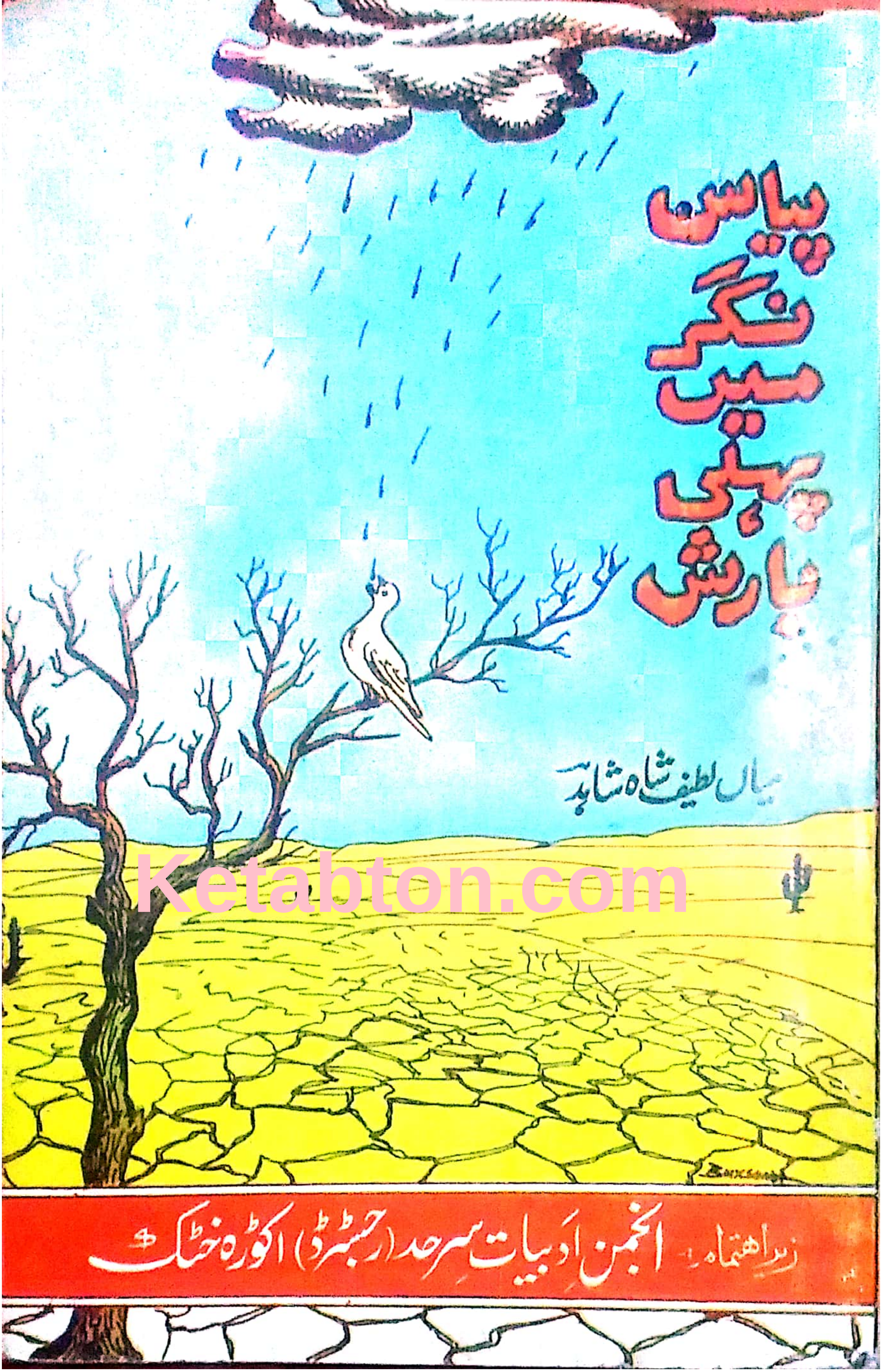

Ketabton.com
Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

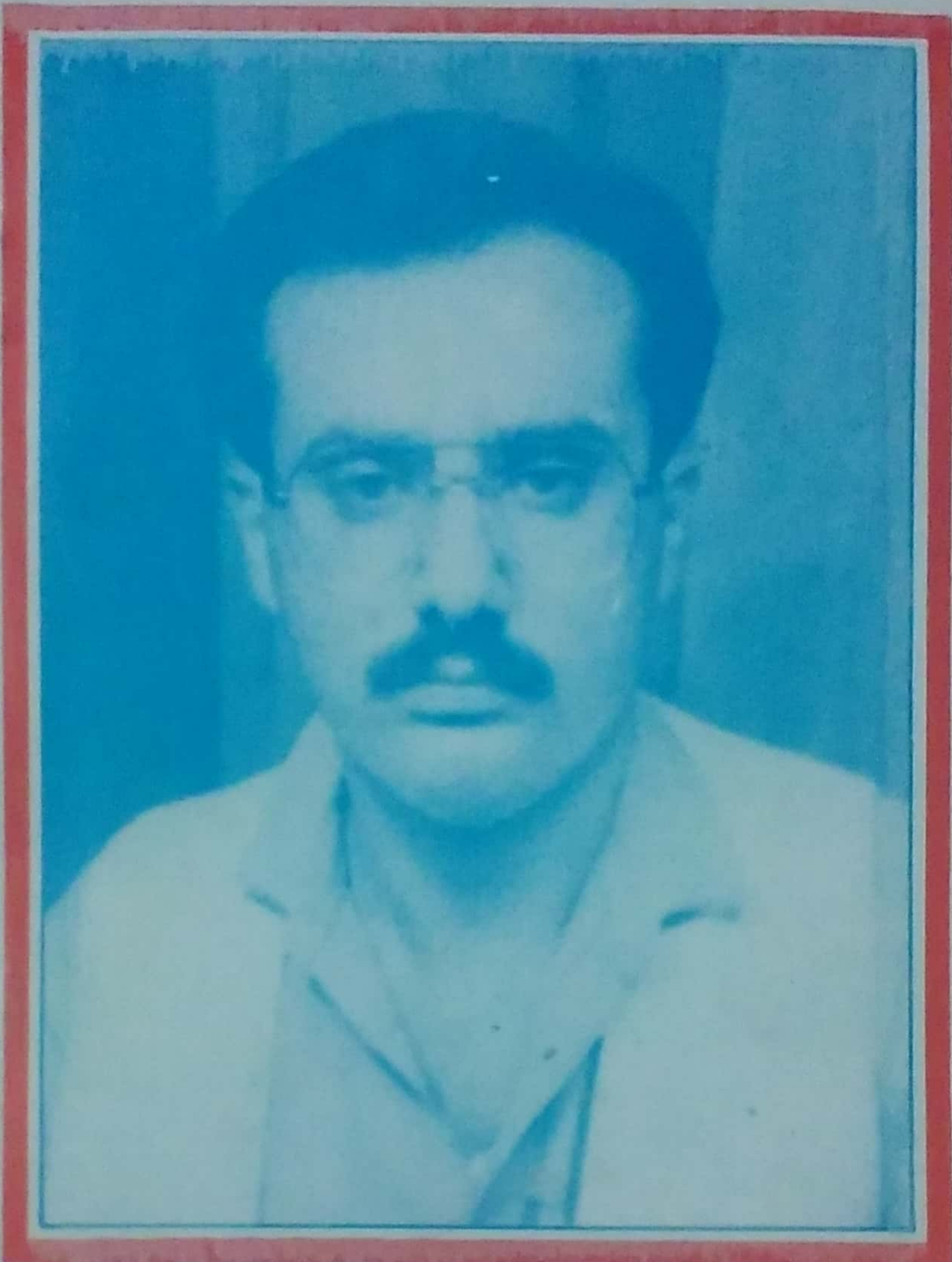

میں تو سقراط ہوں ہر دور میں سچ بولوں گا
کوئی ناخوش ہے تو پھر زہر پلا دے مجھکو

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیاس نگر میں پہلی بارش

تخلیق

میاں لطیف شاہ شاھد

زیرِ اہتمام

انجمن ادبیات سرحد (رجسٹرڈ)

اکوڑہ خٹک

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

کتاب ——— پیاس نگر میں پہلی بارش

مصنف ——— میاں لطیف شاہ شاہد کاکاخیل

بار اول ——— جون ۱۹۹۳ء

تعداد ——— ایک ہزار

طابع ——— اکبر پرنٹنگ پریس نوشہرہ

کتابت ——— محمد عبدالرحمن قادری

قیمت ——— (۲۲) بائیس روپے

انتساب

اپنے ادھورے خوابوں کے نام......

زندگی اک خواب کا عنوان تھا
جس میں بس تعبیر کا فقدان تھا

سید غلام علی شاہ شررؔ کے نام......

میں اسکی ذات کو تنہا سمجھ کے بیکل تھا
وہ اپنی ذات میں اک رنگ و بُو کی محفل تھا

اپنے مرحوم دوست ایازؔ کے نام......

تیرے گلشن کو نجانے کس کی نظریں کھا گئیں
تیرے ارمانوں کی کلیاں بن کھلے مرجھا گئیں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دیکھنا اونچے مکاں والوں کو بھی بے بام و دَر
آ کے چل نکلے ہیں ایسی بارشوں کے سلسلے

میاں لطیف شاہ شاہدؔ نئی نسل کے اُس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کے بارے میں کبھی اقبالؔ نے کہا تھا کہ

ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

مَیں ذاتی طور پر اس نوجوان شاعر سے زیادہ واقف نہیں ہُوں مگر جس مٹی سے اس کا خمیر اُٹھا ہے اُس مٹی کی زرخیزی سے بخوبی واقف ہوں۔ خیبر کی گود میں ایسے شگفتہ گلابوں کا کِھلنا قطعاً باعثِ حیرت نہیں ہے۔

افسوس کہ میں بوجہٕ علالت، میاں صاحب کا مکمل کلام نہ پڑھ سکا۔ مگر جو کچھ مَیں پڑھ سکا وہ بھی اتنا ناکافی نہیں کہ مَیں شعر و ادب کی دُنیا میں اس نو وارد کے روشن مستقبل کی پیشگوئی نہ کر سکوں۔

میاں صاحب کے ہاں تخیّل اور وجدان کی فراوانی ہے وہ ایک حسّاس دِل کے مالک ہیں۔ اور الفاظ برتنے کا ہُنر جانتے ہیں اور یہی وہ چند خوبیاں ہیں جو کسی شاعر کا سرمایۂ افتخا

Scanned by CamScanner

سمجھی جاتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر انھوں نے اسی شوق اور وارفتگی سے مشق جاری رکھی تو عنقریب اُن کا شمار ملک کے ممتاز شعراء میں کیا جائے گا۔

حبیب جالب (مرحوم)
۱۸ فروری ۱۹۹۳ء

(یہ حبیب جالب مرحوم کی غالباً آخری تحریر تھی)

"پیاس نگر میں پہلی بارش" اتنی ہی خوبصورت کتاب ہے جتنا خوبصورت اس کا عنوان ہے۔ ایک اُبھرتے ہوئے نوجوان شاعر سے جس معیار کی توقع کی جا سکتی ہے، یہ کتاب اس سے کہیں معیاری ہے۔ تخیل کی بلندی، تغزل کی فراوانی، لفظوں کی کشیدہ کاری، لطیف تشبیہات، نازک استعارات اور ان کا موزوں استعمال، عمدہ قافیہ پیمائی اور ردیف کے خوبصورت انتخاب نے شاعری کے اس مجموعے کو ایک عمدہ فن پارے کی شکل دے دی ہے۔ شاہد کو غزل اور نظم دونوں اصنافِ سخن پر مکمل دسترس حاصل ہے مگر مجھے ذاتی طور پر اُن کی غزل نے زیادہ متاثر کیا ہے جو جدید اور کلاسیکی طرز کا حسین امتزاج ہے۔

شاہد بنیادی طور پر ایک رجائیت پسند شاعر ہے۔ اُس کی قنوطیت میں بھی رجائیت کا اک واضح احساس موجود ہے۔ وہ ناامیدی میں بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ مجھے قوی امید ہے کہ پیاس نگر میں پہلی بارش خوش ذوق قارئین کی لائبریریوں میں ایک اچھا اضافہ ثابت ہوگی۔

امجد اسلام امجد
(لاہور)

(c) ketabton.com: The Digital Library

میاں لطیف شاہد اُجلے اُجلے، نکھرے نکھرے اور پاکیزہ جذبوں کا ترجمان، ایک نوجوان شاعر ہے. جس کی ذہین آنکھوں میں ذہانت کے جگنو چمکتے ہیں اور جس کے متین چہرے سے متانت کے رنگ جھلکتے ہیں۔ شاہد کی شاعری ایک حساس مگر زندہ دل انسان کی شاعری ہے. اس کی شاعری کا کینوس بہت وسیع ہے جس میں شرارت و ظرافت کے شوخ رنگوں کے ساتھ ساتھ فکر و فلسفہ کے دھیمے رنگوں کی حسین آمیزش ہے۔ اُس کی زبان شستہ، اور خیالات عمیق ہیں. اُفتادِ طبع کے اعتبار سے وہ ایک رومانی شاعر ہے، مگر دوسرے نوجوان شعراء کے برعکس اُس کی رومانیت میں بھی ایک گہری اور متین حقیقت پسندی کی جھلک ملتی ہے. شاہد کے ہاں زندگی کی بدصورتی کے خلاف غم و غصّہ پایا جاتا ہے. مگر عام شعراء کے برعکس وہ اس بدصورتی کو صرف محسوس ہی نہیں کرتا، بلکہ اس کے چہرے سے نقاب اُلٹ دینے کی جسارت بھی کرتا ہے. اُس کا فن عنفوانِ شباب کی طلسماتی فضا سے نکل کر

زندگی کی تاریک اور متعفّن گلیوں کا رُخ کر رہا ہے۔ اس کی سیمابی روح مضطرب ہو چکی ہے اور نئی دُنیاؤں کی تلاش میں ہے۔

مختصر یہ کہ "پیاس نگر میں پہلی بارش" اپنے ساتھ تازہ ہوا کے جھونکے لیکر آئی ہے. خدا کرے کہ یہ بارش آنے والی بہت سی بارشوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

ڈاکٹر نکہت جہاں درانی

(کراچی)

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دو باتیں

لوگ کہتے ہیں کہ میں شاعر ہوں، شاعری کرتا ہوں۔ دلیل مانگتا ہوں تو کہتے ہیں کہ جس شخص کے تین شعری مجموعے چھپ چکے ہوں۔ اور چوتھا اشاعت کے مرحلوں سے گزر رہا ہو۔ وہ شاعر نہیں تو پھر کون ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوستوں اور کرم فرماؤں کا مجھے شاعر سمجھنا اُن کا حُسنِ ظن ہے۔ میں نہ شاعر ہوں اور نہ کبھی بن سکوں گا۔ کیونکہ شاعر تو ایک عظیم انسان ہوتا ہے، جس کے تخیل کی کوکھ سے قوموں کا مستقبل جنم لیتا ہے اور جس کے قلم کی نوک پر دنیا کی تقدیر رکھی ہوتی ہے۔ جبکہ میں تو ایک معمولی سا انسان ہوں، جسے اپنی ذات کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ میرا کمال اگر کوئی ہے تو بس اتنا ہے کہ میں عام لوگوں کے برعکس اپنی ذات کا کرب صرف اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتا، بلکہ اِسے قلم کی زبان دے کر لوگوں میں بانٹ دیتا ہوں۔

جسے یار لوگ میری شاعری قرار دیتے ہیں، وہ چند بکھری ہوئی بے چین سوچوں، چند بگڑے ہوئے آوارہ جذبوں، اور کچھ بہکی ہوئی بے ربط باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں، جو کبھی میری ذات کے کرب، کبھی میرے دل کی کسک، اور کبھی میری روح کی گھٹن کا اظہار بن جاتی ہیں۔ معاشرے کا زہر جب میرے احساس کی رگوں میں اُترتا ہے تو میں اپنے گھائل احساس کی ٹیسیں صرف اپنے آپ تک محدود نہیں رکھ پاتا، بلکہ اس زہر کو اپنے قلم میں اتار کر گویا اپنا درد بانٹ دیتا ہوں۔ یہی میرا شغل ہے، اور اگر کوئی مُصر ہے۔ تو یہی میری شاعری بھی۔ "پیاس نگر میں پہلی بارش" ابھی ہوئی تو نہیں، مگر میں پُرامید ہوں کہ کسی دن آسمان برسے گا، اور خوب برسے گا۔ میری پیاسی نگری میں کسی دن بارش ضرور ہوگی۔ موسلا دھار بارش، جس کے بعد میری بانجھ دھرتی کی کوکھ سے بھی شگفتہ کونپلیں پھوٹینگی۔ امن کی کونپلیں، محبّت کی کونپلیں، خوشحالی کی کونپلیں۔

آخر میں اُن تمام دوستوں اور کرم فرماؤں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کو سجانے سنوارنے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور اشاعت کے قابل بنانے میں مجھ سے تعاون کیا۔

میں محترم امجد اسلام امجد اور محترمہ نگہت جہاں درانی کا از حد مشکور ہوں، اور مرحوم حبیب جالب کے لئے دست بدعا ہوں جنہوں نے اپنی گرانقدر تحریروں کے ذریعے میری عزت افزائی کی۔

میاں لطیف شاہ شاہد
۱۱۶۲ ہسپتال روڈ نوشہرہ کینٹ
۵ مئی ۱۹۹۳ء

حصہ غزل

Scanned by CamScanner

اپنے افکار کے کاندھوں پہ اُڑا جاتا ہُوں!
مرے عرفان کے رستے میں نہ آئے کوئی

دل و نگاہ میں جیسے ٹھہر گیا موسم
تمہارے بعد نہ بدلا یہ درد کا موسم
گذر چکے ہیں نظر سے ہزار ہا موسم
کسی کے وعدۂ شب کا نہ آسکا موسم
بچھڑ گئے ہو اگر تم تو مر نہ جاؤں گا
بچھڑ کے آپ سے مرنے کا تھا جدا موسم
خزاں کی رُت بھی بہاروں کی سی چلتی ہے
کہاں وہ باغ کہ جس میں ہوا ایک نیا موسم
کہاں یہ وصل کی بے کیف بے مزہ گھڑیاں
کہاں وہ تیری جدائی کا خوشنما موسم
سُنا ہے روز کسی کی نگاہ کے صدقے
کسی کے حسن پہ آتا ہے اِک نیا موسم
ترے وصال کی رُت کے تو خیر کیا کہنے
ترے فراق کا موسم بھی خوب تھا موسم

(c) ketabton.com: The Digital Library

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تیری صورت سے آشنا ہُوں میں
یوں ہی پاگل نہیں ہُوا ہُوں میں

دم بدم مجھ کو آزماتے ہو کیا
ایک دُنیا میں کیا بچا ہوں میں

اجنبی ہے وہ خوبرو لیکن
لگ رہا ہے کہ جانتا ہوں میں

ناگ ڈستا تو مر نہ جاتا میں
ہائے اُس زلف کا ڈسا ہوں میں

تیری دنیا میں کیوں رہوں اب جب
تیری محفل سے اُٹھ چکا ہوں میں

چھاچھ خوشیوں کی پی نہیں سکتا
عشق کے دودھ کا جلا ہوں میں

میری فریاد سُن نہیں سکتے
اور دعویٰ ہے کہ خُدا ہوں میں

تیری دہلیز پر قدم روکے
جانے کس سوچ میں کھڑا ہُوں میں

دل سے نزدیک یار سے شاید
دُور ہو کر بھی کب جُدا ہُوں میں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

دِل اپنا شبِ ہجر میں رات بھر
لٹکتا رہا درد کے دار پر
چُھٹی تیری چوکھٹ، چُھٹا اپنا گھر
محبت میں یُوں ہو گئے در بدر
کبھی ہو ہی جائینگے غم سے رہا
کبھی مل ہی جائے گی اپنی خبر
تغافل سے بڑھتی ہیں رُسوائیاں
ذرا ہم پہ بھی ڈالیئے اِک نظر
ہُوا اپنے ہی ہاتھ سے اپنا خوں
ہُوا عشق کا معرکہ خوب سَر
محبت میں شاھد کو راس آسکا
نہ گلشن، نہ صحرا، نہ مسجد نہ گھر

○

○

تجھ سے رشتہ نہ کوئی خاص شناسائی ہے
پھر بھی اِک عُمر سے دِل تیرا تمنائی ہے
اب کے اُمیدِ وفا باندھ رہا ہوں جس سے
لوگ کہتے ہیں کہ وہ شخص بھی ہرجائی ہے
دِل کی ہر بات سے انکار بھی ناممکن ہے
مان لینے میں بھی اندیشۂ رُسوائی ہے
خود ہی وہ درد بنا، خود ہی دوا بن بیٹھا
خوب اس شخص کا اندازِ مسیحائی ہے
اب کے یُوں ٹوٹ کے بکھرا ہوں کسی کی خاطر
مجھ کو خود اپنے بکھرنے کی صدا آئی ہے
مانتا ہوں، تری آنکھیں بھی ڈبو دیتی ہیں
لیکن اپنے بھی خیالات میں گہرائی ہے
جابجا خاک پہ ٹوٹے ہُوئے پَر بکھرے ہیں
خوب بلبل نے چہکنے کی سزا پائی ہے
پُوچھتے ہیں وہ جواں مرگ کا، بولے شاھد
کیا وہ شاعر جو مرے نام کا سودائی ہے؟

○

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

گم کر چکے ہیں عشق میں اپنا سُراغ تک
دل سے جگر سے لیکے نظر تک دماغ تک

پھیلے ہُوئے ہیں مجھ میں شکستوں کے سلسلے
تلوؤں کے زخم زخم سے سینے کے داغ تک

تجھ سے بچھڑ کے راس اُجالے نہ آسکے ؟
چُبھتے ہیں اب نظر میں نظر کے چراغ تک

سمجھو تو اُس چمن کی ہواؤں میں زہر ہے
کرتے نہ جس چمن میں بسیرا ہوں زاغ تک

کہتے ہیں شب لطیفؔ جہاں سے گذر گیا ؟
روتے نہیں ہیں یونہی سبو سے ایاغ تک

تیری نفرت ہی بھلی تھی شائد
میری چاہت میں کمی تھی شائد

سب کو بانٹی ہیں خُدا نے خوشیاں
میری جھولی ہی بھری تھی شائد

وقتِ رُخصت نہ ملائیں ہم سے
سُرخ آنکھوں میں نمی تھی شائد

ہم جو ڈوبے تو نظارہ کرنے
موت ساحل پہ کھڑی تھی شائد

تو نے چاہی، نہ جُدائی مَیں نے
اپنی تقدیر بُری تھی شائد

عمر بھر ساتھ نبھانے کی بات
بے وفا تو نے کہی تھی شائد

زلف بکھری ہُوئی، آنکھیں بوجھل
رات آنکھوں میں کٹی تھی شائد

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

رات بھر جس نے بھگویا آنگن
میری آنکھوں کی جھڑی تھی شاید

ہم کو پہچان کے بولے شاھد
تجھ سے تنہا رہ تھی شاید

اُٹھے یوں آج تیرے آستاں سے
گذر جائے کہ جیسے کوئی جاں سے

نہ آنکھوں سے نہ کہتے ہیں زباں سے
نہ جانے کس لئے ہیں بدگماں سے

کسی کی چاہ میں گر موت آئے
ہمیں کیا کام عمرِ جاوداں سے

پکارو آج بے شک بجلیوں کو
پرندے اُڑ چلے ہیں آشیاں سے

تو گائے جا طرب کے گیت اپنے
تجھے کیا میرے غم کی داستاں سے

تجھے بھی کچھ دلا دیتے ستمگر
وفا کی جنس گر ملتی دُوکاں سے

نہ تھا اپنے مقدر میں ہی ساحل
گلہ کیا ناخدا سے بادباں سے

گریباں چاک سر میں خاک شاہد
اُٹھے اِس حال میں کوئے بتاں سے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آپ بدلے ہیں تو اب ہم بھی بدل جاتے ہیں
عشقِ ناکام کے صدموں سے سنبھل جاتے ہیں
صرف یہ سوچ کے پابندِ قفس بھی خوش ہیں
آشیانے بھی تو برسات میں جل جاتے ہیں
بے رُخی آپ کی حیران کیے دیتی ہے
اسقدر جلد بھی کیا لوگ بدل جاتے ہیں؟
دیکھیے پھاڑ ہی دیتے ہیں کہ سر دُھنتے ہیں!
لے کے اُس شوخ کی محفل میں غزل جاتے ہیں
کتنے خوش فہم ہیں عُشّاق کے دِل بھی شاہد
بے وفاؤں کے بہانوں سے بہل جاتے ہیں

وہاں دشمنوں نے ہمیں جان سے مارا
یہاں دوستوں نے کفن تک اُتارا
نہ آئے وہ امشب، نہ ہی موت آئی
شبِ غم کی گھڑیوں کو گِن گِن گذارا
اُجالا کیا رُخ پہ اُن کی سحر نے
سیہ رات نے گیسوؤں کو سنوارا
ضروری نہیں مل ہی جائے گی منزل
اگر مل بھی جائے کسی کا سہارا
محبّت کی پُرخار راہوں میں اکثر
رُکے بھی اگر ہم چلے پھر دوبارا
شبِ ہجر نے جان لی تھی کسی کی
وہ ٹوٹا فلک پہ نیا ایک تارا
جئے تیری خاطر، مرے تیرے صدقے
تمہاری محبت کا ہر قرض اُتارا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مری لاش پر آئے کہنے لگے وہ
کہاں کے ارادے ہیں، بولو خدارا
محبت کی بازی میں مت پوچھ شاہد
تواتر سے جیتا، تواتر سے ہارا

○

○

قریہ قریہ گاؤں گاؤں، کو بکو جاتے رہے
تجھ سے ملنے با عقیدت باوضو جاتے رہے
واہ رے بیچارگی، ہم دیکھتے ہی رہ گئے
اور اس ظالم کے ہاں میرے عدو جاتے رہے
میری نظروں میں نہیں جچتا کوئی تیرے سوا
یا جہانِ رنگ و بو سے خوبرو جاتے رہے
دیکھ لینا ایک دن خود پر فدا ہو جاؤ گے
یونہی گر تم آئینے کے روبرو جاتے رہے
روز ہی آتے رہے محفل میں وہ ناز آفریں
روز ہی لیکر ہماری آبرو جاتے رہے
روک لے شاہد زباں پر مدعائے اشتیاق
پھر نہ کہنا ہاتھ سے وہ تند خو جاتے رہے

○

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

رو رو کے اپنے ساتھ جہاں کو رُلائے کون
اُس بے وفا کی یاد کو جی سے لگائے کون

تھوڑی سی عُمر لاکھ غنیمت ہے اے خُدا
مانندِ خِضر آپ کا احساں اٹھائے کون

مَیں ہوں وہ اِک شجر کہ جو پھولا نہ پھل سکا
مجھ بے ثمر کی موت پہ آنسُو بہائے کون

شب نیند کے عالم میں جو غلطی سے چھُو لیا
تھوڑا سا کسمسا کے وہ بولے کہ ہائے کون

مانگوں نہ اپنی موت کی شاھدؔ مَیں کیوں دُعا
دُنیا میں رہ کے زیست کے صدمے اٹھائے کون

ہم کو اُس شوخ کی محفل میں بُلائے کوئی
بعد اِک عُمر کے دیدار کرائے کوئی

کُو بکُو سارے زمانے میں نہ ڈھونڈیں احباب
کُوئے دِلبر سے ہمیں ڈھونڈ کے لائے کوئی

اپنے افکار کے کاندھوں پہ اُڑا جاتا ہُوں
مرے عرفان کے رستے میں نہ آئے کوئی

بات بے بات ہی رونے پہ اُتر آتی ہیں
دل کے کچھ راز گر آنکھوں سے چھُپائے کوئی

ضبطِ گریہ سے بُرا حال ہے دم گھُٹتا ہے
کاش اے کاش کہ جی بھر کے رُلائے کوئی

تیری دہلیز سے مر کر ہی اُٹھے گا شاھدؔ
اپنی جنّت بھی بھلا چھوڑ کے جائے کوئی

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جب بھی دیکھیں کہیں حسیں آنکھیں
تیری آنکھوں میں ڈھل گئیں آنکھیں

یُوں تو کتنی ہی دیکھ لیں آنکھیں
آپ جیسی نہ مل سکیں آنکھیں

خوبروؤں کے طیش کا عالم
لال چہروں پہ آتشیں آنکھیں

چین آتا نہ نیند آتی ہے
جب سے دیکھیں وہ شرمگیں آنکھیں

زندگی بھر نہ بھُول پائیں گے
دِل میں کھُبتی وُہ دِلنشیں آنکھیں

بس وُہ آنکھوں کا رہ گیا ہو کر
جس کی آنکھوں میں بس گئیں آنکھیں

وصل کی رات کا فسانہ ہیں ؟
صبح دم کی وہ احمریں آنکھیں

تجھ سے مِلکر تو چین کیا پاتیں
اور تھوڑی سی نم ہوئیں آنکھیں

دامِ گیسُو ہی کم نہ تھا شاہد
اور اُس پہ یہ سُرمگیں آنکھیں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عقل کو غالب رکھو جذبات پر
چھوڑ دو پھر سب خدا کی ذات پر

خودکشی بہتر ہے ایسی زیست سے
منحصر جینا ہو جب حالات پر

جاں سے بڑھ کر تھا، جو نکلا بے وفا
اعتبار اب ہو تو کس کی ذات پر

ایک اک لمحے سے حظ کر لوں کشید
کیا بھروسہ وصل کے لمحات پر

مسکرا کر کیوں ملے ہم غیر سے
اب کے روٹھے ہیں فقط اس بات پر

بے وفا شاید تری تقدیر تھی!
چھوڑ دے پڑھنا لکیریں ہات پر

عجب عشق میں ماجرا ہو گیا
مرا دل ہی مجھ سے جدا ہو گیا

نئی بات کیا اس میں کیا ہو گیا
اگر وہ حسیں بے وفا ہو گیا

ترا غم چھپا بھی تو قلب حزیں
غم دہر سے آشنا ہو گیا

نقاب اس نے پلٹا، برا کیا کیا
کسی کی نظر کا بھلا ہو گیا

سدا اس نے کی آرزو قید کی
جو ان گیسوؤں سے رہا ہو گیا

نچھاور ہوئی زندگی آپ پر
حق زندگانی ادا ہو گیا

وہ محفل میں آکر لگا بیٹھنے
ہمیں دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نگاہوں میں یُوں آ بسا وہ صنم
کہ دُنیائے دِل کا خدا ہو گیا
کہاں اب وہ شاہدؔ کہاں شاعری
وہ شاعر تو کب کا فنا ہو گیا

○

○

لوگ لوگوں سے گلے ملتے ہیں
شیخ حوروں سے گلے ملتے ہیں
درد و آلام سدا ہنس ہنس کر
عشق والوں سے گلے ملتے ہیں
عید کے دن کا کہیں کیا جب ہم
آپ جیسوں سے گلے ملتے ہیں
تجھ سے ملنا بھی عجب تھا جیسے
خواب خوابوں سے گلے ملتے ہیں
ہم سے پوچھا یہ فقط "کیسے ہو"
اور غیروں سے گلے "ملتے" ہیں
پھر جُدائی کی گھڑی ہے شاہدؔ
داغ زخموں سے گلے ملتے ہیں

○

Scanned by CamScanner

ہمارے دل کے شیشے پہ ہی آخر کیوں غبار آئے
تمہاری بزم سے آئے ہیں جو، وہ سوگوار آئے

عجب طرزِ تغافل ہے عجب اندازِ اُلفت ہے
بُلانے سے نہ آئے بن بُلائے بار بار آئے

یہ اِک زنجیر جو زیرِ کشش رکھی ہے کیسی ہے
ہم اُن کے عشق کی زنجیر تو مر کر اُتار آئے

محبت کی حسیں راہوں پہ چل نکلا ہوں جب اِکبار
بھلے اس راہ میں اب خار آئیں یا کہ دار آئے

یہی ہم سوچ کر اظہارِ اُلفت کا نہیں کرتے
انا کیوں آپ کی آمادگی کے زیرِ بار آئے

نہ دیکھا پھر کبھی شاہدؔ سا عاشق اس زمانے نے
زمانے میں اگرچہ یُوں تو عاشق بے شمار آئے

تیری چاہت میں یہ بُرائی ہے
سارے عالم سے آشنائی ہے

جینے مرنے کا سلسلہ کیا ہے
قید کیا چیز کیا رہائی ہے

درد پہلو میں اور جنوں سر میں
زندگی بھر کی یہ کمائی ہے

ہم کو تدبیر کیا صلہ دے گی
ہم نے تقدیر آزمائی ہے

مجھ میں چھپ کر کبھی تم نمایاں ہو
کتنی مستور خود نمائی ہے

ہمکو چھوڑا، رقیب کو تاڑا
خوب اندازِ بے وفائی ہے

ساری محفل سے مل چکے ہنسکر
ہم سے کس بات کی لڑائی ہے

راہِ اُلفت میں زندگی شاہدؔ
ہم نے ہر گام پہ لُٹائی ہے

(c) ketabton.com: The Digital Library

رہ گئے بجھ کر تری آمد پہ میخانے سبھی
میکشوں نے توڑ ڈالے اپنے پیمانے سبھی

جب سے پھیلا شہر میں چرچا تمہارے حسن کا
بس گئے شہروں میں اب جنگل کے دیوانے سبھی

تیرے آتے ہی یکایک شمعِ محفل بجھ گئی
تیرے رُخ پہ مر مٹے محفل میں پروانے سبھی

تیرے ہوتے شہر ہوتا تھا ہمارے آس پاس
تو جو بچھڑا بن گئے احباب بیگانے سبھی

ہم سے دیوانوں پہ کیا پند و نصائح کا اثر
آ رہے ہیں دوست کیوں بیکار سمجھانے سبھی

اپنی چاہت کے سبھی قصے امر ہو جائیں گے
زندگی بھر لوگ دہرائیں گے افسانے سبھی

زندگی بھر مُنہ نہ جن احباب نے دیکھا مرا
اب چلے روتے ہوئے مجھکو وہ دفنانے سبھی

تیری وحشت ہی کے دم سے تو یہ سب آباد تھے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں شاہدؔ تجھکو ویرانے سبھی

ہم نے گر آپ سے جُدائی کی
آپ نے بھی تو بے وفائی کی

کون پہنچا تری حقیقت تک
سب نے تقدیر آزمائی کی

ہم نے اُس بُت کی آشنائی میں
ہائے کتنوں سے آشنائی کی

یا الٰہی تری خُدائی میں
سب نے مقدور بھر خُدائی کی

داستانیں ہیں حور و غلماں میں
تیری آنکھوں کی دلرُبائی کی

موت بس موت دامِ اُلفت سے
ایک تدبیر ہے رہائی کی

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیوں نظر ناشناس رہتا ہُوں
کیُوں ترے آس پاس رہتا ہُوں

کیا خبر اس کو کچھ خبر بھی ہے؟
جس کی خاطر اُداس رہتا ہوں

تم جو پہلو میں بیٹھ جاتے ہو
اس لئے بدحواس رہتا ہُوں

کیوں نہ دعویٰ کروں خُدائی کا
مَیں بھی اِک دِل کے پاس رہتا ہُوں

بچ کے جاؤ گے آنکھ سے کیسے
اب تو میں گھر کے پاس رہتا ہوں

اُس کو اِکبار دیکھ کر شاھد
مُدّتوں محوِ یاس رہتا ہوں!

آ اُسلے دل آشفتہ بھٹکتے ہیں کہیں اور
اس شہرِ خرابی سے نکلتے ہیں کہیں اور

دوری میں خود وصال کی کرتے ہیں آرزو
پہلو میں ہوں تو دور رہا کرتے ہیں کہیں اور

گیسو بھی اُس کے شوخ ہیں اُس شوخ کی مانند
بنتے ہیں میرے ہاتھ، بگڑتے ہیں کہیں اور

اُس بے وفا کی بات پہ کیونکر ہو اعتبار
جیتے ہیں میرے عشق میں مرتے ہیں کہیں اور

مانا کہ بے وفا ہیں مگر سنگدل نہیں
روتے ہیں مجھ پہ سامنے ہنستے ہیں کہیں اور

کس درجہ بے لگام ہیں تیری نظر کے تیر
لگتے ہیں میری آنکھ میں چبھتے ہیں کہیں اور

شاہد یہ حسیں لوگ تو ہیں برق کی مانند
گرتے ہیں کہیں اور، چمکتے ہیں کہیں اور

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عجب اُن سے ملنے کی دلکش گھڑی تھی
مگر ان کو جانے کی جلدی پڑی تھی

وُہ آئے تو تھے مجھ سے ملنے مگر کب ؟
مری موت جب میرے سر پر کھڑی تھی

تجھے آشنا دیکھ کر سوچتا ہوں
مری آنکھ تجھ سے کہاں کب لڑی تھی

یہ مانا کہ یُوں دِل نہ دینا تھا اُس کو
وہ بدخُو مگر خوبصورت بڑی تھی

دمِ رُخصتِ یار، بارش کہاں تھی
لگی آنکھ سے آنسوؤں کی جھڑی تھی

وہ لڑکی تھی شاہد کہ پرتو دھنک کا
کہ رنگوں بھری اک حسین پھلجڑی تھی

انداز و نازِ حُسن کی بابت نہ پوچھیئے
بیچارگیٔ عشق کی حالت نہ پوچھیئے

فریادِ دردِ قلب تو دستورِ عشق ہے
دردِ نہانِ قلب کی لذّت نہ پوچھیئے

کٹ کر بدن کی شاخ سے گرنا ہے اکدن
مجھ برگِ بے بہار کی قسمت نہ پوچھیئے

جینے کو جی رہے ہیں مگر وائے دردِ دِل
جینے پہ اپنے فرطِ ندامت نہ پوچھیئے

حرص و ہوس کے دور میں، مادے کے عہد میں
مہر و وفا، خلوص کی قلّت نہ پوچھیئے

مانا کہ شہر بھر سے عداوت رہی مگر ؟
شاہدؔ سے اُنکی خاص عداوت نہ پوچھیئے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ازل سے ہے رواں دواں، کبھی یہاں کبھی وہاں
یہ زندگی کا کارواں، کبھی یہاں، کبھی وہاں

کبھی وہ ہم پہ مہرباں، کبھی وہ تم پہ مہرباں
وہ گیسوؤں کا سائباں، کبھی یہاں کبھی وہاں

گئے نہ ہم کہاں کہاں، ملی نہیں کہیں اماں
لیئے پھرے ہیں آشیاں، کبھی یہاں کبھی وہاں

عجب ہوئی مری بسر، ملا نہ کوئی اپنا گھر
نہ یہ ملا، نہ وہ جہاں، کبھی یہاں کبھی وہاں

بہ مثلِ برگِ بے شجر، اڑے پھرے ہم عمر بھر
نہ کچھ پتہ، نہ کچھ نشاں، کبھی یہاں کبھی وہاں

حقیقت خواب ہوتی جا رہی ہے
وفا نایاب ہوتی جا رہی ہے

اُٹھا دیں رُخ سے اب آنچل خُدارا
نِگہ بیتاب ہوتی جا رہی ہے

کسی پر جان دینے کی روایت
بہت کمیاب ہوتی جا رہی ہے

گھٹا برسی ہے یوں آنکھوں سے دل کی
زمیں سیراب ہوتی جا رہی ہے

کسی کی سُرمگیں آنکھوں میں شاھد
اَنا غرقاب ہوتی جا رہی ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مری حیاتِ محبت کا جام بھر ہی گیا
جفا کا زہرِ رسا مجھ پہ کام کر ہی گیا

کسی مقام پہ رُکنا مجھے قبول نہ تھا
تمہاری بزم سے نکلا تو دام پر ہی گیا

کسی کی نظرِ کرم کام کر گئی آخر
مری حیات کو اک شخص شاد کر ہی گیا

تمام رات ہی اشکوں میں ڈوب کر گذری
یہ سیل رات کے پچھلے پہر اُتر ہی گیا

وہ بدنصیب سا، گمنام سا شاعر شاہدؔ
جو تجھ پہ جان چھڑکتا تھا آج مر ہی گیا

ہم سے پوچھے کوئی اُس بُت سے ملاقات کی بات
رنگ اور نور میں ڈوبی ہوئی اس رات کی بات

آج بے ساختہ اِک شخص کی یادوں کے طفیل
میری آنکھوں میں اُتر آئی ہے برسات کی رات

مجھ کو غیروں کی روایت پہ پرکھتے کیوں ہو
مجھ سے چھیڑو تو فقط اپنی روایات کی بات

وُہ جو کمسن بھی ہے، نادان بھی ہے بیگانہ بھی
خاک سمجھے گا بھلا گرمیٔ جذبات کی بات

روز کہتا ہے کہ اِمشب وہ ملے گا ہم سے
بھُول جاتا ہے وہ ہر رات ملاقات کی بات

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

کریں ہم کو بدنام انگڑائیاں
کسی کی لبِ بام انگڑائیاں

بڑھاپے کا پیغام جھکتی کمر
جوانی کا پیغام انگڑائیاں

رگیں دل کی سب کھنچ گئیں دفعتاً
نہ لیں یوں سرِ عام انگڑائیاں

چھلکنے دمکنے لگا میکدہ
اُٹھا لیں جب جام انگڑائیاں

کریں جان شاہدؔ پہ کچھ رحم تو
نہ لیں یوں بہ ہر گام انگڑائیاں

○

○

تجھکو تری نگاہ نے قاتل بنا دیا
مجھکو مری نگاہ نے بسمل بنا دیا

اوروں سے سیکھ سیکھ کے آدابِ عاشقی
خود کو تمہاری بزم کے قابل بنا دیا

آلام و درد و سوز و غم و بیقراریاں
یکجا ہوئیں تو لیکے مرا دل بنا دیا

پھرتے ہیں لے کے کاسۂ اُمید در بہ در
خواہش نے تیری دید کی سائل بنا دیا

ہم نے نہ کرکے عرضِ تمنا ترے حضور
خود کو ہی اپنے آپ کا قاتل بنا دیا

○

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کسی کو جور کسی کو جفا نے لُوٹ لیا
ہمیں تو عشق میں رسمِ وفا نے لُوٹ لیا

نظر ملا کے بھی نظریں چُرائے جاتے ہو
ہمیں تو آپ کی اِس اِک ادا نے لُوٹ لیا

نہ پوچھ عشق میں حالِ تباہیٔ عُشّاق
کسی کو زیست کسی کو قضا نے لُوٹ لیا

ترے شباب کو آخر نظر لگی کس کی؟
مجھے تو خیر خود اپنی انا نے لُوٹ لیا

گلہ ہو ہم کو بھلا راہزن سے کیا شاھد
ہمیں تو راہ میں خود رہنما نے لُوٹ لیا

درد و آلام محبّت نے یہ احسان کیا
ہم کو ایّام کی گردش سے تو انجان کیا

لُوٹ کر لے گیا سب زُھد کی پُونجی زاھد
ہائے کس حور کو شب آپ نے مہمان کیا

ہم نے خود اور نہ جینے کی قسم کھائی تھی
آپ نے اور بھی اس کام کو آسان کیا

اپنے پندارِ محبّت کا بھرم رکھنے کو
دل کے ہر داغ کو اِک پھول کا عنوان کیا

درد و آلام جہاں کم تو نہیں تھے مجھ پہ
دردِ دل دے کے مجھے اور پریشان کیا

Scanned by CamScanner

غم کو احساس کی مٹی میں خُدا نے گوندھا
اور کچھ اشک مِلائے تو پھر انسان کیا

ہم نے ساقی کا بھی احسان گوارا نہ کیا
خُونِ دِل پی کے سَدا عیش کا ساماں کیا

اپنے اشعار کی خوشبو میں بسا کر شاھَد
ہم نے صحرائے محبت کو گلستاں کیا

مری نظروں کے جُھکنے کو ندامت مت سمجھ لینا
مرے خاموش رہنے کو خجالت مت سمجھ لینا

مِلا ہُوں اجنبی بن کر کہ تم رُسوا نہ ہو جاؤ
مری اس بے نیازی کو حقیقت مت سمجھ لینا

محبت کا بھرم رکھنے کو ملتا ہوں مُروّت سے
مُروّت کو کہیں میری محبّت مت سمجھ لینا

پلٹ کر پھر جھَپٹنا ہی تو دل والوں کی فطرت ہے
پلٹ جانے کو تم میری ہزیمت مت سمجھ لینا

محبّت کی ہے کچھ تیری پرستش تو نہیں کی ہے
محبّت کو مری اپنی عبادت مت سمجھ لینا

زمانے کے قدم سے گر ملانا ہے قدم شاھَد
تو اس درماندگی کو اپنی قِسمت مت سمجھ لینا

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

یُوں ہی کٹ گئی وصل کی شب سُہانی
کبھی مَیں نہ مانا کبھی تو نہ مانی

تمہاری محبت نے جینا سکھایا
بر تنی ہمیں آگئی زندگانی!

مری موت کا سن کے کہنے لگے وہ
سُنا ہے کہ عاشق بھی تھا آنجہانی

اگر دل کو تڑپانا ہے تیری عادت
تڑپنا ہے اس دل کی عادت پُرانی

زمانے کا دِل بھر چکا شیخ صاحب
نہ چھیڑ اپنی حوروں کی لمبی کہانی

○

○

سوچتا ہوں یہ تو اُس مغرور کا شیوہ نہ تھا
مجھ سے ملنے وُہ مری دہلیز تک آیا نہ تھا

آپ سے مِل کر ہوئی ہے دائمی شہرت نصیب
شہر میں رسوا تو تھا پہلے مگر اتنا نہ تھا

اپنے ہرجائی کی رُودادِ محبت کیا کہوں!
ساری دُنیا کا تھا لیکن ایک وہ میرا نہ تھا

یُوں تو دیکھے سینکڑوں ایسے کہ دیکھا کیجئے
سچ مگر یہ ہے کہ کوئی خُوبرو تجھ سا نہ تھا

مجھ سے مِل کر اُس کی آنکھوں میں چمک سی آگئی
لاکھ ہرجائی سہی، لیکن مجھے بھولا نہ تھا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سوچئیے تو آپ سے رُوحوں کا بندھن تھا مرا
دیکھئیے تو آپ سے میرا کوئی رشتہ نہ تھا

نفرتوں کے پیڑ کیوں دل میں تناور بن گئے
میں نے دل میں نفرتوں کا بیج تو بویا نہ تھا

ساری دُنیا چھوڑ کر جس شخص کو اپنا کہا
وائے نادانی کہ وہ بیدرد بھی میرا نہ تھا

تیری نظروں کا تغافل سہہ نہ پایا یہ الگ؛
ورنہ شاھد زندگی میں آج تک رویا نہ تھا

یُوں تو رونے پہ سدا قادر ہُوں
اپنی قسمت پہ مگر صابر ہُوں

میرے دُشمن پہ نوازش مت کر
قتل کرنا ہے تو مَیں حاضر ہُوں

زخم جی بھر کے لگا مُجھ کو
درد سہنے میں بہت ماہر ہُوں

مجھ کو صہبا نہ سمجھنا، رِندو!
مَیں تو اِک زھر بھرا ساغر ہُوں

زندگی بھر جسے پُوجا شاھد؛
اُس کا فتویٰ ہے کہ مَیں کافر ہُوں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نہ سمجھ سکا ہے جنہیں کوئی، یہ وہ بود و ہست کے راز ہیں
جو فراز تھے وہ نشیب ہیں، جو نشیب تھے وہ فراز ہیں

نہ سُنا مجھے مرے نغمہ گر، نہیں مجھ پہ اس کا کوئی اثر
مجھے سوز کی بھی طلب نہیں، مرے سوز میں کئی ساز ہیں

تجھے زعم حسن و جمال پر، مجھے نازِ عشق و وفا پہ ہے
مری وحشتوں کے یہ سلسلے، تری زلف سے بھی دراز ہیں

غم و ہجر و دردِ فراق ہی، دلِ زار کے لئے کم نہ تھے
یہ ستمگروں کی رفاقتیں بھی عجیب دردنواز ہیں

مرا عشق تشنہ کمال ہے ترا حُسن تشنہ جمال ابھی
مرے عشق میں کئی بھید ہیں ترے حُسن میں کئی راز ہیں

جب تلک چلتے ہیں تیری رنجشوں کے سلسلے
تب تلک جائینگے اپنی کاوشوں کے سلسلے

جب تلک تو درمیاں ہے یُونہی چلتے جائینگے
میری چاہت اور عدو کی سازشوں کے سلسلے

دیکھنا اونچے مکاں والوں کو بھی بے بام و در
اَب کے چل نکلے ہیں ایسی بارشوں کے سلسلے

توڑ ڈالیں گے کسی دن رسمِ خاموشی وہ خود
دیکھئے چلتے ہیں کب تک بندشوں کے سلسلے

زندگی کی دوڑ میں رُکتے ہیں شاھد دیکھئے
جانے کس منزل پہ میری خواہشوں کے سلسلے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

سر کبھی اہلِ محبت نے جھکایا ہی نہیں
آپ مانے جو نہیں ہم نے منایا ہی نہیں

دل میں رہتے ہو فقط دل سے لگایا ہی نہیں
گھر کے مالک ہو فقط گھر میں بسایا ہی نہیں

خود سے ہم حالِ دلِ بے قرار کیا کہتے
تم نے پوچھا ہی نہیں ہم نے بتایا ہی نہیں

کچھ تو اپنی بھی وہ پہلی سی نگاہیں نہ رہیں
اور کچھ آپ نے خود کو بھی سجایا ہی نہیں

خاک محفل میں دمِ غیر سے رونق آتی
جس کے اعزاز میں محفل تھی وہ آیا ہی نہیں

یہ تو طے ہے کہ کبھی یاد نہیں آؤ گے
یاد آئیگا وہ کیا جسکو بھلایا ہی نہیں

ہو نہ ہو اپنی محبت میں کمی تھی شائد
ہم پہ لوگوں نے کبھی سنگ اٹھایا ہی نہیں

جانے کس بات پہ شاہد سرِ مژگاں چمکا
ایک آنسو جو کبھی آنکھ میں آیا ہی نہیں

دشمنوں کو بھی نہ دے قسمت خدا میری طرح
اپنے محور سے نہ ہو کوئی جدا میری طرح

شہر بھر کے بیوفا لوگوں سے ملنا چھوڑ دے
کون چاہے گا تجھے اے بے وفا میری طرح

اس زمیں اور آسماں نے آج تک دیکھا نہ تھا
سنگدل تیری طرح، سنگ آزما میری طرح

یوں تو وامق، قیس اور فرہاد بھی بدنام تھے
عشق میں لیکن کوئی رسوا نہ تھا میری طرح

میری ہستی سے مماثل ہے فقط سرسوں کا پھول
ناتواں سا، مضمحل سا، زرد سا میری طرح

اسکی صورت دیکھ کر محسوس ہوتا ہے لطیف
ہجر کا موسم اسے راس آگیا میری طرح

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

تم سے بے حس کو رام کر بیٹھے
عشق والوں میں نام کر بیٹھے

ہم نے ہنس ہنس کے جو چھپایا تھا
آپ رو رو کے عام کر بیٹھے

ہائے کس بے وفا کے وعدوں پر
زندگانی تمام کر بیٹھے

لوگ مر کر ہی نام کرتے ہیں
ہم تو جی کر بھی نام کر بیٹھے

دن ڈھلا دھوپ ڈھل چکی شاید
خوب آئے ہو شام کر بیٹھے

○

○

خود کو تیرا حق سمجھ لوں گا ادا ہو جاؤں گا
تیری چاہت میں کسی دن یوں فنا ہو جاؤں گا

تیری دنیا سے نکل کر کچھ نہیں رہ پاؤں گا
دشمنوں کے منہ سے نکلی بددعا ہو جاؤں گا

یونہی گر تم مسکرا کر چھیڑنے آتے رہے
دیکھ لینا ایک دن تم پر فدا ہو جاؤں گا

وحشتیں دل کی اسی صورت اگر بڑھتی رہیں
دشت بنکر دل جلوں کا آسرا ہو جاؤں گا

وائے گر تجھ سے مرا انصاف ہو سکتا نہیں
خود ہی مجرم خود ہی میں اپنی سزا ہو جاؤں گا

تیری زلفوں سے رہائی ہو رہے گی ایکدن
زندگی کی قید سے جس دن رہا ہو جاؤں گا

تو نے گر سوچی نہ تھی مجھ سے الگ ہونے کی بات
میں نے کب چاہا تھا یوں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنی تنہائی کی شدت کیا کہوں اے بیوفا
یونہی گر تنہا رہا" اِک دن خدا ہو جاؤں گا

غیر سے کہتا ہے مجھکو شاعروں سے کیا غرض
مفت میں شاہد سے ملکر بے مزا ہو جاؤں گا

○

○

لاتے نہ جوئے شیر تو ناکام ہی سہی
اس نامرادِ عشق کا انجام ہی سہی

دہلیزِ یار چھوڑ کے جانا نہیں قبول
بدنام ہو رہے ہیں تو بدنام ہی سہی

ساغر سے گر پلاؤ تو پی جاؤں خُم کے خُم
آنکھوں سے دے سکو تو پھر اک جام ہی سہی

تیری جفا کا ذکر اگر عام ہو چکا
میری وفا کا حال بھی اب عام ہی سہی

تُمکو کسی کا نام ملا ہے، زہے نصیب
میں تو وفا کی لاش ہوں گمنام ہی سہی

نازاں ہوں اپنی موت پہ شاہدؔ وہ مہرباں
میت کے ساتھ ساتھ تھا دو گام ہی سہی

○

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہ

وحشی ہیں، بے حواس ہیں اُنکی گلی کے لوگ
بے رنگ و بُو و باس ہیں اُنکی گلی کے لوگ

سجدے میں کچھ رکوع میں تو کچھ ہیں قیام میں
کتنے خداشناس ہیں اُنکی گلی کے لوگ

محزوں ہیں، سوگوار ہیں، کچھ اشکبار ہیں
پوچھو نہ کتنے خاص ہیں اُنکی گلی کے لوگ

رُسوائیوں کے خوف سے کچھ کچھ ملول ہیں
کچھ فطرتاً اُداس ہیں اُنکی گلی کے لوگ

اُس بُت کے بام و در سے شناسا تو ہیں مگر
خود سے بھی ناشناس ہیں اُنکی گلی کے لوگ

شاھد کو روک پائیں گے ایسا بھی اب نہیں
مانا کہ خاص خاص ہیں اُنکی گلی کے لوگ

ہ

ہ

کہاں لیجائیے اُسکو وہ کس صورت بہل جائے
تمہاری زلف کے سائے میں آکر بھی جو جل جائے

وہ اتنا شوخ ہے، معصوم ہے محشر بداماں ہے
خزاں کی رت بھی جس کو دیکھ کر یکدم بدل جائے

اجل سر پر کھڑی ہے، اور تو آتا نہیں لگتا
ہو گیا امید اب ایسی کہ کچھ حالت سنبھل جائے

بڑھاپے میں بھی جا کر اُسکی کب فطرت بدلتی ہے
حسینوں کے تعاقب میں جوانی جسکی ڈھل جائے

اسی امید پہ ہر روز اس محفل میں جاتا ہوں
کسی دن اس ستمگر شخص کی نیت بدل جائے

صنم کو دیکھ کر شاہد غزل کہدی تو وہ بولے
کما کر مال لاؤ، بھاڑ میں تیری غزل جائے

ہ

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نگاہِ مست سے پینا شراب ہے ساقی
پلائے جام سے مقصد شراب ہے ساقی

بجا ہے واعظِ ناصح تمہاری بات مگر
تمہاری بات کا سادہ جواب ہے ساقی

کسی کے سجدۂ مستی سے بدگمانی کیوں
خدا نقاب میں اور بے نقاب ہے ساقی

خمار بن کے جو پیالے سے آگیا لب تک
یہ کیا حسین و عجب انقلاب ہے ساقی

شہد کی دودھ کی نہریں حسین حوریں بھی
یہ سب بجا ہیں مگر لاجواب ہے ساقی

ذرا خیال سے اس کا نہ جام بھر دینا
یہی تو واعظِ خانہ خراب ہے ساقی

حسین و مست و گل اندام سے پری پیکر
کسی عظیم مصور کا خواب ہے ساقی

شراب پی کے یہ مستی میں بول اُٹھا شاھد
کتابِ زیست کا گلرنگ باب ہے ساقی

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جب تلک تن میں ایک سانس رہی
تیری آمادگی کی آس رہی

درد و آلام بانٹنے والے
ہم پہ تیری نگاہِ خاص رہی

زندگی موت کی امانت تھی
ہاں یہ گروی تمہارے پاس رہی

آپ کے دور دور رہنے سے
زندگانی بہت اداس رہی

ہم وفادار تھے شاہدؔ لیکن
آپ کی آنکھ ناشناس رہی

مئے کا جتنا سرور ہوتا ہے
سب بقدرِ شعور ہوتا ہے

خم لنڈھانے میں کچھ ہمارا بھی
کچھ تمہارا قصور ہوتا ہے

سچ تو یہ ہے کہ دیر سے کعبہ
گام دو گام دور ہوتا ہے

جو نکلتا ہے اُن کی محفل سے
وہ ہی مستی میں چُور ہوتا ہے

اُن کے لبہائے احمریں چھو کر
بن پئے ہی سرور ہوتا ہے

Scanned by CamScanner

○

کسی سے پیار ہوتا جا رہا ہے
یہ دِل بیمار ہوتا جا رہا ہے

نویدِ انقلابِ وقت لانے
قلم تلوار ہوتا جا رہا ہے

رہا ہے جو کبھی اس دِل کا دشمن
وہ اب غمخوار ہوتا جا رہا ہے

اُتر کر شیخ بحرِ بے خودی میں
عجب سرشار ہوتا جا رہا ہے

ادب کے ناتواں شانوں پہ شاھد
سخنور بار ہوتا جا رہا ہے

○

○

اُن کو خواہش ہے دِل لگانے کی
ہم کو عادت ہے غم اٹھانے کی

اور موضوعِ گفتگو کیا ہو
بات کر لیں شراب خانے کی

مجھ سا بے ننگ اور جنّت میں
بات کرتے ہو مسکرانے کی

سب کو جنّت نشین کر دیتے
کیا ضرورت تھی آزمانے کی

دے کر اِک جام دستِ نازک سے
گردشیں روک لو زمانے کی

○

مجنوں سے خود کو عشق میں کمتر نہ دیکھتے
کیونکہ ہم اپنے نام کا پتھر نہ دیکھتے

محشر کے دن کا خاک بھی ہوتا نہ اعتقاد
چھپ کر جو تیری نیند کا منظر نہ دیکھتے

ہم بے خبر تھے، مفت میں پتھر کے ہو گئے
اے کاش دل کے شہر میں مُڑ کر نہ دیکھتے

مر کر بھی اپنے قتل کا آتا نہ کچھ یقیں
یاروں کے ہم جو ہاتھ میں خنجر نہ دیکھتے

تیری عطا کی زیست میں جینا محال تھا
ہم اہلِ ظرف عشق میں مر کر نہ دیکھتے

شاھد جو اپنی ذات پہ ہوتا کچھ اعتماد
ہر ہر قدم پہ اِک نیا رہبر نہ دیکھتے

چھوڑ کر ہمکو جو غیروں سے مِلو گے پھر بھی
یہ تو طے ہے کہ تمہی دل میں رہو گے پھر بھی

بھول کر عہدِ وفا، لاکھ نگاہیں بدلو!
دِل کے گلدان میں اِک تم ہی سجو گے پھر بھی

اشک بنکر مری آنکھوں سے ٹپکتے کیوں ہو
چشمِ خوں بار میں اِک تم ہی بسو گے پھر بھی

کیا ہُوا ہمکو اگر دِل سے نکالا تُم نے
دِل پہ اِک چاپ سی قدموں کی سُنو گے پھر بھی

لاکھ غیروں سے مراسم میں اضافہ کر لو
مجھ کو معلوم ہے میرے ہی رہو گے پھر بھی

کب تلک درد بساؤ گے جگر میں شاھد
کب تلک حلقۂ یاراں میں ہنسو گے پھر بھی

(c) ketabton.com: The Digital Library
Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

○

دار و رسن پہ رونق مقتل کسے نصیب
ہاتھوں سے اُنکے زہرِ ہلاہل کسے نصیب

دُنیائے ہست و بُود میں کل کی کسے خبر
کرنا ہے جو وہ آج کرو کل کسے نصیب

پھرتے ہیں شہر شہر ہم عُشّاقِ دورِ نو
اِس دورِ شہر ساز میں جنگل کسے نصیب

اِک پل بھی وصلِ یار غنیمت ہے زیست میں
پہلو میں اُس حسین کے اِک پل کسے نصیب

بینا تو برقرار ہے لیکن بطرزِ نو
پیتے ہیں دِل کا خون کہ بوتل کسے نصیب

شاھد اُسی کے دم سے اُجالا ہے دہر میں
اِس تیرگی میں فکر کی مشعل کسے نصیب

○

○

کیوں نہ اے دوست تجھے دوست سے جاناں کر لوں
اس قدر ٹوٹ کے چاہوں کہ رگِ جاں کر لوں

وہ تو آئیں گے نہیں کیوں نہ پھر اے قلبِ حزیں
درد کو ہجر کی شب آپ کا مہماں کر لوں ؟

وہ تو گھر چھوڑ کے جانے پہ مُصر لگتا ہے
اپنے اشکوں سے ہی اب گھر کو فروزاں کر لوں

تم سے ملنا تو اب اس زیست میں ممکن نہ رہا
تری یادوں سے ہی اب زیست کا ساماں کر لوں

بات بے بات جو اک پل میں رُلا دیتا ہے
ایسے بیدرد سے کس بات کا پیماں کر لوں

شوق کہتا ہے کہ واعظ کی اطاعت چھوڑ دوں
سرکشی چھوڑ کے اب بیعتِ خوباں کر لوں

○

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہمکو کافی یہ جان دینے کو تیری آنکھوں کا اک اشارہ ہے
دل، جگر، جان، زندگی کیا ہیں، جو بھی میرا ہے سب تمہارا ہے

تم جو ہنس ہنس کے پیار کی بازی جیت جانے کی بات کرتے ہو
میری تربت پہ دیکھنا آکر، کون جیتا ہے کون ہارا ہے

دستِ قدرت کا ایک یہ احسان میری درماندگی پہ کیا کم ہے
آپ جیسوں کو چاند کی صورت، میرے آنگن میں لا اتارا ہے

اُن کا جانا بھی اک قیامت تھا لوٹ آنا بھی اک قیامت ہے
ہمکو محشر سے مت ڈرا واعظ، ہم نے محشر کا دن گذارا ہے

دکھ ہنسکر طور زمانے سے چھپ نہ پائیگی دل کی بیتابی
رات جاگے ہو دیر تک شاھد سُرخ آنکھوں سے آشکارا ہے

شراب و شیر کی، حوروں کی پیاس رہنے دے
نگاہِ شیخ میں جنت کی آس رہنے دے

غنیمِ وقت سے کہہ دو کہ چھین لے سب کچھ
کسی کی یاد مگر دل کے پاس رہنے دے

شبِ فراق اندھیری تو ہے مگر پھر بھی
کوئی چراغ جل اٹھنے کی آس رہنے دے

نہ آ قریب مگر خود سے دُور بھی مت کر
نظر سے دُور مگر دل کے پاس رہنے دے

ستمگروں پہ وفاؤں کا کیا اثر شاھد
وہ دِلرُبا ہے وفا ناشناس، رہنے دے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھلا دیں اہلِ جفا گر لاکھ میرے اشعار کی ترکیبیں

رہیگی اہلِ وفا کو یاد سدا شاھد کی غزل خوانی

حصۂ نظم

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

قاتل

ہاں میں اپنی انا کا مُجرم ہُوں
ہاں میں اپنی خودی کا قاتل ہُوں

وہ جو جذبوں سے لڑ نہیں سکتے
ہاں میں اُن کی صفوں میں شامل ہوں

ایک انساں کے در پہ سر رکھ کر
میں نے اپنا غرور کیوں کھویا؟

وُہ جو میری انا کا ضامن تھا
میں نے اُس دل کا مان کیوں توڑا؟

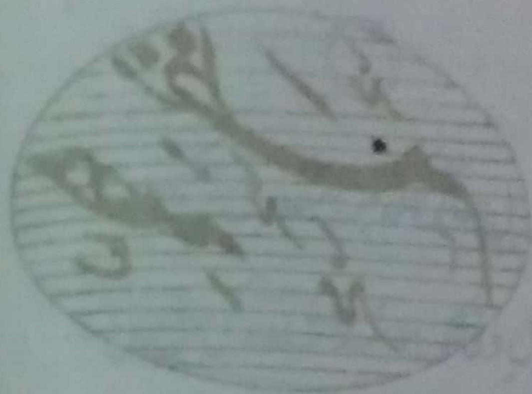

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں جو غیروں پہ خوب ہنستا تھا
آج اپنی ہنسی پہ روتا ہوں

میں جو پھولوں کے بیج بوتا تھا
آج کانٹوں کے بیج بوتا ہوں

پر میں کرتا تو اور کیا کرتا
دل پہ فرقت کا زخم تازہ تھا

بے انائی جو رسمِ الفت تھی
بیخودی عشق کا تقاضا تھا

آج انصاف کے کٹہرے میں
پا بہ زنجیر ہوں، کفن بردوش

منتظر ہوں کہ کچھ ملے تعذیر
ہمہ تن گوش ہوں کھڑا خاموش

اب جو چاہے تو وقت کا منصف
مجھ کو میری سزا سنا ڈالے

اب جو چاہے تو وقت کی تلوار
تن سے میرے یہ سر اڑا ڈالے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذرا پھر سے کہنا

کنوارے بدن کی یہ مانوس خوشبو
نگاہوں کا طلسم، اشاروں کا جادو
ستارہ جبیں پر یہ محراب آبرو ؟
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

یہ مستی بھری شوخ الھڑ جوانی
یہ مخمور لمحوں کی گھڑیاں سہانی
یہ بے چین پلکوں پہ لرزاں کہانی
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

یہ شوخی، شرارت، یہ قاتل ادائیں
یہ عنبریں گیسوؤں کی گھٹائیں
یہ شیریں دہن، جس کی لے گل بلائیں
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

یہ گلگوں لبوں سے ٹپکتا ہوا رس
یہ گردن کہ جس کی نظر آئے نس نس
یہ عارض کی سُرخی، یہ آنکھوں کے نرگس
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

یہ پلکوں کی جھالر میں آنکھوں کی جھلمل
یہ گلفام چہرہ، یہ رُخسار کا تل
یہ ہاتھوں کے گجرے، یہ پیروں کی پائل
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

مہرباں نگاہوں کی وارفتگی بھی
مہکتی ہوئی زلف کی چاندنی بھی
یہ سیمیں بدن کی سُبک شاعری بھی
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

ڈھلکتا ہوا سر سے بے چین آنچل
یہ نازک کمر اس پہ زلفوں کا بادل

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

چھنکتی ہوئی چوڑیوں کی چھنک تک
یہ سانسوں کی گرمی سے اٹھتی مہک تک
یہ ہاتھوں کی مہندی سے اٹھتی لپک تک
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

قیامت جگاتا ہوا پیچ و خم بھی
یہ بجلی گراتا ہوا زیر و بم بھی
چھلکتی جوانی کا یہ جام جم بھی
ذرا پھر سے کہنا کہ میرے لئے ہیں

نیا سال

تو سلامت رہے اے وجہِ بیقراریٔ دل
تو رہے خندہ بہ لب، خندہ بہ چشم قاتل
اے ستم کیش نیا سال مبارک تجھکو

تری آنکھوں میں رہے شمعِ مسرت تاباں
ترے ہونٹوں پہ کھلیں پھول خوشی کے جاناں
اے ستم کیش نیا سال مبارک تجھکو

تیری کچھ اور تمنائیں بر آئیں امسال
حسن میں اور بھی کچھ رنگ نئے آئیں امسال
اے ستم کیش نیا سال مبارک تجھکو

ہم کہ بس خاک بسر ہو کے گزاریں یہ سال
زخمِ فرقت کے بہا لائے سنواریں یہ سال
اے ستم کیش نیا سال مبارک تجھکو

○

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پیار کا شہر

جب کاروبارِ زیست سے میں تنگ آتا ہوں کبھی
تو سب کچھ چھوڑ کر، سبھی سے منہ موڑ کر
پیار کے شہر کا تصور ذہن سے جوڑ کر
دلِ بیقرار کو سکون دیتا ہوں

اے شہرِ حبیب، اے رازدان محبت
سدا قائم رہو

بلند و بالا کہساروں کے مسکن
گل نما حسین چہروں کے آنگن
تو سدا آباد رہے

اے حسین لوگوں کے حسین شہر
تجھے مری نظر لگ جائے

تمہارے باسی سدا جیئیں
سدا ہنسیں گائیں، خوش رہیں
کیونکہ وہ بھی تو انہی میں سے ہے
جو کبھی مری جان تھا
جو اب بھی مری جان ہے

تمہارے آنگن میں کبھی ہم بھی
ہنسے تھے کھیلے تھے

مگر وہ ہنسی تو کسی کے دم سے تھی
کسی کو الفت یہاں پہ ہم سے تھی

محبتوں کے رفیق ساتھی
مری وفاؤں کے تم امیں ہو

تمہارے باغوں میں گُل کھلے تھے
عہد ہوئے تھے، دو دِل ملے تھے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تمہی بتاؤ، وہ کیا ہُوئے سب

وفا کی بستی، ہَوا سے کہدو، اگر ملے وہ
تو ان سے پُوچھے کہ کیوں خفا ہے
خفا نہیں گر تو پھر یہ کیا ہے

ضرور مِلنا، ضرور کہتا
ضرور ملنا، ضرور کہنا

چمن میں آگ

(خلیج کی جنگ کے پس منظر میں)

سُنا ہے آج کہ گلچیں نے باغباں کیلئے
چمن کو آگ لگا دی ہے ایک جاں کیلئے

سُنا ہے آج کہ کعبے کی حفاظت کیلئے
یہودیوں کا بلاوا ہے اِمامت کیلئے

کہا گیا ہے حُسینی کو ادھر والا!
کہ اب یزید کا لشکر ہے بس خُدا والا

یہ ارضِ پاک جو شعلوں میں بھسم ہوئی ہے
یہ کس کے خون سے ہولی کی رسم ہوتی ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہیں یہ خون، مسلماں کا خون ہی تو نہیں؟
یہ اپنی غیرت و ایماں کا خون ہی تو نہیں؟

یہ التماس ہے تجھ سے اے پاسبانِ حرم
نہ کر وہ فعل کہ مِٹ جائے کل نشانِ حرم

بُزدِل

آنکھوں میں محبّت کا سمندر سا سمیٹے
چندن سے بدن پر وہ سیاہ شال لپیٹے

آنکھوں میں محبّت کے لیے خواب سُہانے
جب آئی تھی تم پیار کی قندیل جلانے

ہے یاد مجھے، میں نے بڑا ظلم کیا تھا
جب تلخ سے لہجے میں یہاں تم سے کہا تھا

"یہ سوزِ محبّت، یہ غمِ عشق کی باتیں
قربت کا تصور ہو کہ ہوں ہجر کی راتیں

مرتے ہوئے جینا، کبھی جیتے ہوئے مرنا
یا فرطِ جنوں میں کبھی ہاتھوں سے سلگنا

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دِل بس میں نہ ہونا، نہ ہی الفاظ پہ قابو
یہ کچھ بھی نہیں ہے فقط الفاظ کا جادُو

بدنام جو ہو جاؤ گی تم میری وجہ سے
گر جاؤ گی پھر آپ ہی تم اپنی نگہ سے

میں سوچ کا مزدور ہوں کیا میرا بھروسہ
گمنام سا شاعر ہوں یہی شعر اثاثہ

آؤ گی مرے پاس تو فاقوں سے مرو گی
اب سوچ لو، کیا پھر بھی مجھے پیار کرو گی

جاؤ کہ ابھی وقت کی آواز ہے خاموش
جاؤ کہ زمانہ ہے ابھی نیند میں مدہوش"

آنکھوں میں لرزتے ہوئے اشکوں کو چھپائے
دانتوں کے تلے اپنے دوپٹے کو دبائے

کچھ بھی نہ کہا تم نے مگر لوٹ گئی تم
اور آج تلک پھر نہ کبھی مجھ سے ملی تم

آنکھوں سے تری ایک بھی آنسو نہ بہا تھا
جاتے سمے اک لفظ مگر تم نے کہا تھا

اُس لفظ کے ہاتھوں ہوں میں اس وقت سے گھائل
جلتے ہوئے ہونٹوں سے کہا تم نے کہ "بزدل"

ہ

دل کی ریکھا

مجھے یاد ہے آج بھی وہ گھڑی
جب باہر سرد ہوائیں تھیں

اور ہوٹل کے اُس کمرے میں
اِک گرم انگیٹھی روشن تھی

اُس گرم انگیٹھی کے نزدیک
سب ساتھی خوش خوش بیٹھے تھے

کُچھ بیٹھے تھے کُچھ لیٹے تھے
شب کے بارہ بجنے کو تھے

جانے تم نے کیا سوچ کر
میری آغوش میں ہاتھ رکھے

Scanned by CamScanner

اور کھول کے اپنی ہتھیلیاں
مجھ سے یہ اِک فرمائش کی

ذرا میرے ہاتھ کی ریکھائیں
دیکھو تو ذرا کہتی ہیں کیا

جب میں نے ہاتھ بڑھا کے پھر
تِری نرم ہتھیلیاں ہاتھ میں لیں

تب مجھ پر یہ انکشاف ہُوا
تِری پھُول سی نرم ہتھیلی میں

دھن دولت، شہرت سب تو تھا
لیکن دِل کی ریکھا ہی نہ تھی

تب مَیں نے تُمکو جان لیا
اور اپنے دِل میں ٹھان لیا

اِس دل کی چاہت دِل میں لئے
مَیں تجھ سے جُدا ہو جاؤں گا

پھر دِل میں تیرا درد لئے
مَیں سچ مچ تم سے دُور ہُوا

اور آج اچانک مُدّت بعد
اِک پامِسٹ نے بتلایا ہے

جب ہاتھ میں دِل کی لکیر نہ ہو
بیشک وہ سنگ دِل ہوتا ہے
لیکن گر ہاتھ میں گرمی ہو
وہ عشق میں پاگل ہوتا ہے
اور آج اچانک مدت بعد
اک بات مجھے یاد آئی ہے
تیرے ہاتھ میں دِل کی لکیر نہ تھی
ترے ہاتھ میں لیکن گرمی تھی

(c) ketabton.com: The Digital Library

پہلی ملاقات

ٹوٹی تھی ایسی ہی برسات کی اک شام کو
چومتی تھی بادِ مرمر چہرۂ گلفام کو

میں نے جب دیکھا تھا تم کو کتنی شرمائی تھی تو
چھا گئی تھی دل کو تیری ہر ادا ہر تیری خو

کھینچ کر آنچل جو میں نے دیکھنا چاہا تھا منہ
ہاتھ کے پیالوں میں تم نے شرم سے ڈھانپا تھا منہ

یوں تو اب بھی چل رہے ہیں بادلوں کے کارواں
یاد آتے ہیں مگر وہ تیری زلفوں کا سماں

دیر تک اس دن ہوئی تھیں تم سے باتیں پیار کی
عشق کی، معشوق کی، بلبل کی، گل کی، خار کی

یاد ہے تم نے کہا تھا عشق اک دیوانہ پن
پیار کے پیماں ہیں یہ دھوکہ جھوٹی ہے دل کی لگن

سن کے باتیں آپ کی، میں نے کہا اے دلربا
آپ نے دیکھی کہاں ہے سچے عاشق کی وفا

کس کی خاطر قیس نے دامن کو ڈالا تھا چاک
کس لیے بیکس پتنگا جل کے ہو جاتا ہے خاک

کس کی خاطر کوہکن کہسار میں پایا گیا
کھینچ کر منصور کیوں دار پہ لایا گیا

یوں تمہارے سامنے دل کا ورق پھیلا دیا
تم نے پڑھ کر نام اپنا شوق سے لکھوا دیا
کیا حسیں لمحہ تھا میری زندگی کا جانِ من
تم نے جب سوغات میں بخشا تھا مجھ کو اپناپن

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وقتِ رُخصت جب تری آنکھوں میں آنسو آ گئے
پھول تیرے شہر کے سب اُس گھڑی مُرجھا گئے

آج ہم بیٹھے ہیں تم سے سات دریاؤں کے پار
ذہن پہ چھایا ہُوا ہے تیری یادوں کا غبار

تُو نے میری جان، آنکھوں کو دکھا کر روشنی
دیدئے انبار غم کے، مُسکراہٹ چھین لی

اِس طرح میں لُٹ گیا ہوں تیری فرقت میں حبیب
ایک آنسو تک نہیں ہے آنکھ میں وائے نصیب

آج پھر برسات کی اُس شام کی سی شام ہے
تو نہیں پھر بھی مگر ہونٹوں پہ تیرا نام ہے

یہ تمنا لیکے دل میں زندہ ہوں شاید ابھی
بے وفا دنیا کو شاید پھر ضرورت ہو مری

○

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(جنگِ افغانستان کے پس منظر میں)

گولیوں کی گھن گرج سے زمیں کانپ رہی ہے
آگ کے شعلے آسماں کی طرف لپک رہے ہیں

پرندے خوفزدہ ہو کر اُڑ چکے ہیں
جنگ کا عفریت چیخ رہا ہے

مگر کچھ دیر بعد،
گھن گرج رُک جائیگی

ہر طرف خاموشی چھا جائے گی
اور میدان میں رہ جائینگے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

چند خالی کارتوس،
اور کچھ اَن پھٹے بم

اور کچھ کٹی پھٹی، معصوم لاشیں
خالی کارتوسوں کی طرح

جن کی بے نور آنکھیں آسماں کی طرف دیکھ رہی ہونگی
جیسے فریاد کر رہی ہوں
اپنے خالق سے، اپنے مالک سے

کہ ہم تو آپس میں ہنس رہے تھے اور کھیل رہے تھے
اپنی اپنی پسند کے کھیل

اور جنگ تو شہر سے باہر ہو رہی تھی
ہمارے بڑوں کے درمیان

اور ہم تو اقتدار کا مطلب بھی نہیں جانتے

تو پھر ہمارا کیا قصور تھا
ہمیں کس گناہ کی سزا ملی ہے

مگر شہر سے باہر، پہاڑوں میں
گوشت کے ان معصوم لوتھڑوں سے دُور

چند غازی، چند مجاھد
ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہونگے
کامیاب حملے کی

اور اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے ہونگے
اللہُ اکبر ۔ اللہُ اکبر
اللہُ بڑا ہے، اللہ بڑا ہے

اور،
اللہ یقیناً بڑا ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

برسات

بادل گرجا، بجلی چمکی، چھم چھم بارش برس رہی ہے
آنکھوں میں وہ صورت چمکی، چھم چھم بارش برس رہی ہے

آنکھیں بوجھل، دل ہے بھاری، چھم چھم بارش برس رہی ہے
نینوں کی ندیا ہے جاری، چھم چھم بارش برس رہی ہے

یادوں کی اک لہر اٹھی ہے، چھم چھم بارش برس رہی ہے
وہ میری بانہوں میں کھڑی ہے، چھم چھم بارش برس رہی ہے

نظروں میں موجیں ہیں بکھریں، چھم چھم بارش برس رہی ہے
سانس رکی ہے، دھڑکنیں ٹھہریں، چھم چھم بارش برس رہی ہے

یارب یہ کیسی بستی ہے، چھم چھم بارش برس رہی ہے
مرقد ہے اور خاموشی ہے، چھم چھم بارش برس رہی ہے

آخری سلام

(باچا خانؒ کی رحلت پر ۲۰ جنوری ۱۹۸۸ء)

رو رہا ہے چاند بھی، تارے بھی، گل بھی، باغ بھی
آج تیری موت پر روتے ہیں دل کے داغ بھی
قوم کے ہر فرد نے بھیجا ہے اشکوں کا انعام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا سلام

سو برس پہلے زمیں پر جس نے رکھا تھا قدم
آج ہے وہ چاند صورت راہیِ ملکِ عدم
صبح جس کی یاد میں گریہ کناں، روتی ہے شام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا سلام

تم مری آنکھوں کی ٹھنڈک، تم مرے ارمان تھے
قوم کی تم شان، دل کا مان، دلبر جان تھے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا تھا آزادی کا جام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا اسلام

تم نے آزادی کا پرچم جب سے ہاتھوں میں لیا
زندگی زنداں میں کاٹی، موت کا پیچھا کیا
اپنی ہمت سے مٹا ڈالا ہر اک دشمن کا نام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا اسلام

ہر ستم کو آپ نے اپنے ہی سینے پر سہا
آپ کا رنگین لہو دھرتی کے سینے پر بہا
آپ افغانوں کے سر کے تاج ہم تیرے غلام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا اسلام

آپ نے جھیلا مرے دشمن کے ہر اک وار کو
اپنے سر سے توڑ ڈالا دشمنوں کے دار کو
ہم کو اپنی جان سے پیارا نہ ہو کیوں تیرا نام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا اسلام

آپ نے اس قوم میں ذوق یقیں پیدا کیا
انکے دل میں درد کے احساس کو زندہ کیا
یاد رکھیں گے ترے افکار کو ہم صبح و شام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا اسلام

آپ نے پختون کو مٹی کی جو پہچان دی
عمر بھر جس کے لئے زندہ رہے اور جان دی
ایک دن شاہد یہاں رائج کریںگے وہ نظام
میرے باچا خان لے لو آخری میرا اسلام

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آؤ اِک بار پھر۔۔۔۔۔

اِک نئے امتحان کی خاطر
ایک مُبہم گمان کی خاطر

وسعتوں میں اُڑان کی خاطر
اِک نئے گلستان کی خاطر

آؤ اِک بار پھر بچھڑ جائیں
یادِ ماضی سے خود کو بہلائیں

دِل کے زخموں کو فروزاں کرنے
اپنی پلکوں پہ چراغاں کرنے

خود کو ماضی کی داستاں کرنے
اپنی چاہت کو جاوداں کرنے
آؤ اِک بار پھر بچھڑ جائیں
یادِ ماضی سے خود کو بہلائیں

اشکِ چشمِ رواں کو پی پی کر
مسکراتے لبوں کو سی سی کر

شہرِ درد و الم میں جی جی کر
جامِ فرقت نواز پی پی کر

آؤ اِک بار پھر بچھڑ جائیں
یادِ ماضی سے خود کو بہلائیں

اپنے اپنوں کے آزمانے کو
خود کو خود کا یقیں دلانے کو
دوستوں کا جگر جلانے کو
دشمنوں کے بھی مسکرانے کو

آؤ اِک بار پھر بچھڑ جائیں
یادِ ماضی سے خود کو بہلائیں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اپنی بے نام دوستی لے کر
اپنی گمنام زندگی لے کر

اپنا دُکھ، درد، بے کسی لے کر
دِل کا سب چین، ہر خوشی لے کر

آؤ اِک بار پھر بچھڑ جائیں
یادِ ماضی سے خود کو بہلائیں

دشتِ اُلفت میں جستجو کرنے
خود کو خود ہی سے رُو برو کرنے

عشق میں خود کو سُرخرو کرنے
جاں تلک نذرِ آرزو کرنے

آؤ اِک بار پھر بچھڑ جائیں
یادِ ماضی سے خود کو بہلائیں

عید کے دن

عید کے دِن بھی وہی میں مری تنہائی ہے
عید کے دن بھی محبت کی سزا پائی ہے

عید کے دِن بھی اکیلا ہوں میں اپنے گھر پر
عید کے دِن بھی لگی آنکھ ہے میری در پر

عید کے دِن بھی نہیں ضبط مجھے اشکوں پر
عید کے دن بھی چراغاں ہے مری پلکوں پر

عید کے دِن بھی جو آنکھیں مری بھر آئیں ہیں
عید کے دِن بھی نظر میں تری پرچھائیں ہیں

عید کے دن بھی وہی دہر فراموشی ہے
عید کے دِن بھی وہی میں مری خاموشی ہے

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عید کے دن بھی جو تو نے نہ پلٹ کر دیکھا
عید کے دِن بھی فقط خود سے لپٹ کر دیکھا

عید کے دِن بھی دیا ہم نے محبت کا خراج
عید کے دن بھی فسردہ ہی رہے دن بھر آج

عید کے دن بھی سُلگتا ہی رہا دِل اپنا
عید کے دن بھی نہ آیا مرا قاتِل اپنا

عید کے دن بھی میں دہلیز پہ بیٹھا دِن بھر
عید کے دن بھی وہ شاہد نہیں آیا دِن بھر

فردوسِ وطن

اِس دیس کے باغوں میں ہیں خوشرنگ نظارے
اِس خاک میں پنہاں ہیں کئی چاند ستارے

صنّاعیٔ فطرت ہے کہ قدرت کے اشارے
یہ جھیل، یہ دریا، یہ سمندر، یہ کنارے

اِس ارضِ وطن کا ہے ہر اِک رُوپ نیارا
فردوس کو اللہ نے دھرتی پہ اُتارا

یہ کھیت، یہ کھلیان، یہ پربت، یہ گلستاں
یہ دیس جو پھولوں کا وطن ہے کہ پرستاں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ بوجھ اٹھائے ہوئے مزدور، یہ دہقاں
کرتے ہیں جو دِن رات مری زیست کا ساماں

اِن خاک نشینوں سے ہے جینے کا سہارا
فردوس کو اللہ نے دھرتی پہ اُتارا

اس دیس کی ہم مانگ ستاروں سے بھرینگے
خوں بن کے ہم اس خاک کے سینے پہ بہیں گے

اس خاک کی ناموس کی خاطر ہی جئیں گے
اس دیس کی ہم آن پہ ہر آن مریں گے

اس دیس کی زُلفوں کو ہمیں نے ہے سنوارا
فردوس کو اللہ نے دھرتی پہ اُتارا

○

تحفہ

نئے سال کی روپہلی کرنوں کے آنگن میں
خیال کا پنچھی ہُمک رہا ہے

نیا سال، آشاؤں کے چند میٹھے میٹھے خواب لئے
ہر آنگن میں اُتر چکا ہے

اور مَیں اس دلکش موقع پر
تنہا بیٹھا سوچ رہا ہوں
سوچ رہا ہوں اپنے دل میں
اے میرے دیرینہ ہمدم

تیری خوشی کی خاطر تجھکو
تحفے میں کیا پیش کروں!

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور انہی بہکی بہکی پاگل سوچوں میں
مہکے ہُوئے کچھ حرف اچانک
نوکِ قلم پر مچل گئے ہیں

اور بالآخر میرے جذبے
درد کے کچھ بے نام سے شُعلے

اور مِرے رنگیں خوابوں کی
تلخ سی کچھ تشنہ تعبیریں

سیدھا روشن رستہ بنکر
مجھ کو تم تک لے آئیں ہیں

اور اچانک میری آنکھیں اشکوں سے بھر آئیں ہیں
نیلے امبر کو چھوتی لبریز نگاہیں

پھول دُعاؤں کے کِھلتی ہیں
تیرے خوش رہنے کی دُعائیں

تو ہی بتا پھر، اے میرے دیرینہ ہمدم
نئے سال کے اس موقع پہ

خالی ہاتھوں آخر تجھکو
دُعا سے بڑھ کر کیا تحفہ دوں؟

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عِشق

مَیں نے اِک شیخ سے پوچھا کہ محبت کیا ہے
اُس نے ڈاڑھی کو کھُجا کر یہ بصد شوق کہا

عشق، معشوق کے قِصّوں میں صداقت ہی کہاں
عشق اِک وصل کی لذّت کے سوا کچھ بھی نہیں

٥

مَیں نے اِک رند سے پوچھا کہ محبّت کیا ہے
اُس نے بیساختہ اک جام کو چُوما، یہ کہا

یہ تو اک راز ہے اِس راز کو افشا نہ کرو
عشق مَیکش کی صراحی کے سوا کچھ بھی نہیں

مَیں نے اِک بُلبلِ بیتاب سے پوچھی یہی بات
کہ اے طیّور کی ملکہ، یہ محبّت کیا ہے

اُس نے اِک درد بھری چیخ نکالی، یہ کہا
عِشق پھولوں کی رفاقت کے سِوا کچھ بھی نہیں

٥

مَیں نے جب چاند سے پوچھا کہ محبّت کیا ہے
چاند بولا کہ چکوری کا مِرے پاس آنا

پاس آنے کی تمنّا میں، مگر مر جانا
عشق معصوم تمنّا کے سِوا کچھ بھی نہیں

٥

مَیں نے درویش سے پوچھا کہ محبّت کیا ہے
ڈال کر مجھ پہ اُچٹتی سی نظر، وہ بولا

اُس کی چاہت میں جوانی کو بُڑھاپا کرنا
عِشق بس چاہتے رہنے کے سِوا کچھ بھی نہیں

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مَیں نے جب دل میں اُتر کر یہی پوچھا دل سے
اُس نے رو رو کے یہ اک بات بتائی مجھکو

میرا مر مر کے نہ مرنا ہی محبت ہے عزیز
عشق مر کر بھی نہ مرنے کے سوا کچھ بھی نہیں

وہ ایک شخص

(حبیب جالب کی یاد میں)

مومن تھا کہ مومن کی اذاں تھا وہ ایک شخص
منزل تھا کہ منزل کا نشاں تھا وہ ایک شخص

ہر ظلم کے، ہر جبر کے، ہر جور کے آگے
مجبور رہا بیکسوں کی زباں تھا وہ ایک شخص

صدق و صفا کی راہ کو چھوڑا نہ عمر بھر
عزم و وفا کا کوہِ گراں تھا وہ ایک شخص

وہ امن کا داعی تھا محبت کا پیمبر!
انسانیت کی روحِ رواں تھا وہ ایک شخص

گھُٹ گھُٹ کے اپنی ذات کے پنجرے میں مر گیا
مر کر بھی زندگی کا گماں تھا وہ ایک شخص

Scanned by CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

پہلی بارش

اپنے دل کی پیاسی نگری
دیکھ کے خود کو کوس رہا ہوں

کیا یہ بنجر پیاسی نگری
پیاسی ہے پیاسی ہی رہیگی

یا اِس پیاس نگر میں اک دن
چھا جائیں گے کالے بادل

پھر ساون کی پہلی بارش
چھم چھم کرتی برس پڑے گی

اور مرے دل کی دُنیا کی
کچی مٹی مہک اُٹھے گی

اور کسی دن اس مٹی سے
پہلی کونپل پھوٹ پڑے گی

اور پھر اک دِن میرے دِل کا
سُونا آنگن بھر جائے گا

کیاری، کیاری رنگ بکھیرے
سُرخ گلابوں کی خوشبو سے

ختم شُد

Scanned by CamScanner

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library